تحقید

جلد04شمارہ02، 2023

عاصم بٹ کے افسانوں کا اسلوبیاتی جائزہ

A Stylistic review of Asim Butt Fiction

خالدہ پروین[1]، ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو[2]

[1] سکالر ایم ایس اردو، گورنمنٹ صادق ویمن یونیورسٹی، بہاولپور، [2] اسسٹنٹ پروفیسر، اردو ڈیپارٹمنٹ، گورنمنٹ صادق ویمن یونیورسٹی، بہاولپور

Khalida Perveen[1], Dr. Aqsa Naseem Sindhu[2]

[1] Scholar of MS Urdu, Govt. Sadiq Woman University BWP

[2] Assistant Professor of Urdu, Govt. Sadiq Woman University BWP

eISSN: 2789-6331
pISSN: 2789-4169

Copyright: © 2023 by the authors.
This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

ABSTRACT:
Asim Butt is a valuable asset in the world of fiction. He is counted among those fiction writers of Urdu literature who are familiar with all the symbols of the story. Their themes revolve around the individual. Civilized, cultural, social and moral life of man is connected in his legends with Asim Butt, all the topics and his style of expression, mood and harmony all revolve around the personality of the individual, the problems faced by him, his psychology. He is not a romantic, but a fiction writer with a keen eye on the tragic aspects of life. Asim Butt style is not just a simple narrative, but it has the characteristics of creating deep meaning through the combination of symbols and metaphors. We can say that he has promoted the language of fictional literature in Urdu. Although his style is the same everywhere and the style of telling the story is more or less the same.

KEYWORDS: Fiction, Civilized, Cultural, Social, Narrative, Language

اسلوب یا اسلوبیات سے مراد دراصل وہ تحریر ہوتی ہے جس میں اسلوب کے خارجی پہلوؤں کے علاوہ لکھنے والے کی شخصیت بھی جلوہ گر ہوتی ہے اور اس کی تحریر کو دوسری تحاریر سے منفرد بناتی ہے۔ عاصم بٹ اپنے افسانوں میں بیانیہ اسلوب اختیار کرتے ہوئے کہانی کو منطقی انداز میں آگے بڑھاتے ہیں ان کو زبان و بیان پر عبور حاصل ہے۔ ان کے انداز تحریر میں روانی ہے اور ان کے افسانے ان

کے گہرے تجربے کے آئینہ دار ہیں۔ جس کی بناء پر ان کے افسانے حقیقی زندگی کے قریب دکھائی دیتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے افسانوں کا اسلوبیاتی جائزہ لیں گے:

عاصم بٹ کا افسانہ "اشتہار آدمی" اسلوبیاتی سطح پر یہ افسانہ نہ تو بیانیہ ہے نہ ہی اشعارتی بلکہ افسانہ نگار نے فینٹسی اور ریلزم دونوں کو ایک دوسرے میں پیوست کر دیا ہے اور اپنے افسانے میں وجودی تجربہ سے اپنے مقصد کو نکھارنے کا کام لیا ہے۔ اس حوالے سے کامران کاظمی لکھتے ہیں:

"اشتہار آدمی اس مجموعے کی واحد کہانی ہے جہاں ہیرو کا براہ راست مسئلہ جبریا تنہائی کے نتیجے میں پیدا شدہ خود غرضی بے گانگی اور بے شناخت ہونے کا دکھ نہیں بلکہ یہاں دکھ مختلف ہے کہ کم ہوتے ہوئے وسائل نے فرد کی زندگی کی دوڑ میں کھڑا کیا ہے جہاں اس کی ضروریات جو محض اس کی خواہشات کا حصہ تھیں انہیں زندگی کا لازمی حصہ بنا دیا گیا ہے۔"(۱)

عاصم بٹ نے چند افسانوں میں جزئیات نگاری کو بڑی خوب صورتی سے پیش کیا ہے ایک جگہ جب ماڈل روبی کا سراپا بناتے ہیں تو لکھتے ہیں:

"یار کیا کلر کمبی نیشن تھا۔ سفید ساڑھی، بالکل دودھ جیسی ہلکی سرخ لپ اسٹک، سفید موتیوں کی مالا۔۔۔۔۔"(۲)

عاصم بٹ کے اسلوب کے حوالے سے ڈاکٹر رشید امجد لکھتے ہیں:

"اس افسانے میں ان کا اسلوب نہ تو علامتی ہے نہ استعاراتی نہ ہی انہیں سادہ بیانیہ کہا جا سکتا ہے ان کی تفصیل اور بہت زیادہ جزئیات نگاری بعض جگہ انہیں مختصر کہانی کے فن سے بھی باہر نکال دیتی ہے۔ بیانیہ میں بعض جگہ خود کلامی آجاتی ہے جو کہانی کو سہارا دیتا ہے ان کہانیوں کو افسانے کی تکنیک ہی کے دائرے میں دیکھتا ہوں۔"(۳)

جزئیات نگاری اور منظر نگاری بھی ان کے اسلوب میں اہم حیثیت رکھتی ہے۔

"تڑ، تڑ، تڑاخ، تڑاخ۔۔۔۔۔ سر میں پٹاخے سے چھوٹ رہے تھے جیسے کوئی اندر ہی اندر آتش بازی کر رہا ہو۔"(۴)

اس طرح عاصم بٹ کے ہاں ہماری زندگی کے وہ پہلو بھی نظر آتے ہیں جو حواس اور عقل کے دائرے میں نہیں آتے اور وہ کہانی کے بیان کے لیے ایسا اسلوب اختیار کرتا ہے کہ جوں جوں کہانی بڑھتی ہے توں توں باتیں غیر معمولی ہو جاتی ہیں لیکن یہ عاصم بٹ کی کامیابی

ہے کہ وہ معاشرے کے ہی کسی موضوع کے تناظر میں ان کی کہانی بیان کرتا ہے اور قاری کے لیے کوئی اخلاقی سبق دینے کی بجائے ایک کہانی اور چھوڑ دیتا ہے۔ کامران کاظمی لکھتے ہیں:

"میں سمجھتا ہوں کہ عاصم بٹ زندگی کی یکسانیت اور اس سے پیدا ہونے والی لغویت سے نہ صرف خود آگاہ ہے بلکہ وہ اپنے قاری کو بھی احساس دلاتا ہے اور جھنجھوڑتا ہے کہ وہ اس ٹھہرے ہوئے پانی میں کیسے پتھر مار سکتا ہے یہی اس کی کامیابی ہے۔"(۵)

"چالیس سال پر محیط ایک لمحہ" میں عاصم بٹ نے خواب نگاری اور داستانوی فضا بندی کی تکنیک سے جدید زندگی کی تصدیق کی ہے۔ ان کی نثر افسانوی رنگ میں شرابور ہے۔ انھوں نے اُردو میں افسانوی ادب کی زبان و بیان کو جلا دیا ہے۔ مثلاً افسانہ نگار لکھتا ہے:

"دو درختوں کی پھیلی ہوئی شاخوں سے پرے آسمان پر پھیکے سے چاند کو تکنے لگا جو ابھی رات نہیں ہوئی تھی کہ زرا عجلت میں نمودار ہو گیا تھا۔"(٦)

عاصم بٹ کے افسانے "تین گھبرو"، "نکڑ"، "حکایات خونچکاں"، "انتظار"، "تیز بارش میں ہونے والا واقعہ" اندرون شہر کی معاشرت کی عکاسی کرتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے معاشرے کے عام فرد کی محرومیوں کو بھی بڑی خوبی سے بیان کیا ہے ان کے اکثر افسانوں کا اسلوب رواں، سادہ اور انداز تحریر ایسا ہے جیسے ہم ان افراد کو روزمرہ زندگی میں چلتے پھرتے دیکھ رہے ہوں۔ مزار کا محل وقوع اور ماحول، لوگوں کے رہنے سہنے کا طریقہ، سٹہ بازوں، لوٹا گھمانے والوں، حصص، پرائز بانڈوں کا کاروبار کرنے والوں کا چھتر سائیں کے پاس آنا، سب کو خوب صورتی سے بیان کیا ہے۔ جزئیات نگاری کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔

"میرے والد چھتر سائیں کے متعقد تھے۔ بات یہ تھی کہ اندرون لوہاری گیٹ میں سٹہ بازی کے دو اڈے تھے ایک سوتر منڈی میں تھا، جھنڈے خان کی حویلی کے تہہ خانے میں ۔۔۔۔۔ دوسرا سید مٹھا بازار میں الیاس ٹیناں والے کی بیٹھک میں۔"(۷)

یوں محسوس ہوتا ہے گویا یہ سب کچھ افسانہ نگار کا آنکھوں دیکھا ہے۔ اس لیے انھوں نے چھوٹی چھوٹی تقامیل جزئیات کو بخوبی بیان کیا ہے۔ افسانے میں ہمیں بہت سے ایسے الفاظ ملتے ہیں جو ہمارے جانے پہچانے ہیں۔ مثلاً بھاٹی گیٹ، چھتر سائیں کا مزار، مسلم ماڈل اسکول، اندرون لوہاری گیٹ، سوتر منڈی عاصم بٹ نے اندرون شہر لاہور کی ثقافت کو اس افسانے میں بیان کیا ہے۔

افسانہ "انتظار" ہمارے اپنے معاشرے اندرون شہر کی معاشرت پر بنا ایک اہم افسانہ ہے جس میں معاشرت، اعتقادات اور کلچر کو واقعیت اور حقیقت نگاری کے ضمن میں بیان کرتے ہیں۔ افسانہ "انتظار" کے اسلوب کے حوالے سے منشا یاد لکھتے ہیں:

"انتظار اندرون شہر کی ایک عام فیملی کی کہانی ہے اچھے دنوں کی آس میں زندگی کے دکھ جھیلنے والے نچلے متوسط طبقے کے کرداروں کے حوالے سے بھاٹی گیٹ کے اندر اور باہر کی

معاشرت ، اعتقادات اور کلچر کی واقعیت کو حقیقت نگاری کے اُسلوب میں بیان کیا ہے۔"(۸)

عاصم بٹ کا اسلوب رواں ہے۔ اندرون لاہور کے رہنے والوں کی عام بول چال کی زبان ہمیں ان کے افسانوں میں بھی نظر آتی ہے مگر ان کا قلم اس وقت زیادہ تیکھا ہوتا ہے جب وہ ہمارے تھانوں، جیلوں، دفتروں اور ان کی زد میں آنے والے لوگوں کے بارے میں لکھتا ہے۔ ان کے چند افسانوں کی زبان عام ہے جو ہمیں اندرون لاہور کے گلی محلوں میں بولتی ہوئی ملتی ہے اسے ہم گلی محلوں کی زبان بھی کہہ سکتے ہیں ایک نمونہ ملاحظہ کیجیے:

"میں تیری ہڈیاں توڑ دوں گا گلا گھونٹ دوں گا عشق کا بھوت سر سے اتر جائے گا اگر کبھی اس لوفر کا نام تیری زبان پر آیا۔"(۹)

مکالمہ نگاری جو اسلوب کا خاص جزو ہے عاصم بٹ کے چند افسانوں میں ہمیں مکالموں کی صورت میں جملے بھی ملتے ہیں۔ مثلاً:

"کھیلو گے ؟"

"کیا؟ اس نے جیسے کسی خواب سے چونکتے ہوئے پوچھا۔"

"درختوں کا کھیل"

"درختوں کا کھیل"

"میں درختوں کے پیچھے چھپوں گا۔ تم مجھے ڈھونڈنا۔"(۱۰)

جزئیات نگاری اور منظر نگاری کرتے ہوئے عاصم بٹ کے اسلوب کی مثالیں ملاحظہ کیجیے۔

"اس نے چوبی دروازے کو جو خستہ حال تھا اور تیز بارش میں ایک بے کار پڑی ہوئی شے کی مانند دکھائی دیتا تھا، ہاتھ سے معمولی سا دھکیلا تو وہ کمزور چولوں کے شور کے ساتھ جو بارش کے تیز شور میں دب گیا تھا اندر تک سرکتا کھلتا چلا گیا۔"(۱۱)

اسلوب کے لحاظ سے ان کے زیادہ تر افسانوں کا اسلوب سادہ اور رواں ہے۔ عاصم بٹ منفرد انداز کے ساتھ نہ صرف حال کو بیان کرتے ہیں بلکہ ماضی کا ذکر بھی کرتے ہیں کہ کس طرح انسان کے ساتھ اس کا ماضی جڑا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس سے الگ نہیں کر سکتا۔

عاصم بٹ کا افسانہ "دستک" تھیم اور اُسلوب کے لحاظ سے عمدہ افسانوں میں شمار ہوتا ہے۔ کہانی میں بظاہر تو اداسی اور اندھیرا نظر آتا ہے لیکن اختتام رجائی عنصر پر ہے۔ انہوں نے کئی جگہ علامت کو بھی کامیابی سے برتا ہے۔ اُسلوب کے حوالے سے ڈاکٹر شفیق انجم لکھتے ہیں:

"عاصم بٹ کی کہانیوں کا طرہ امتیاز ان کا رواں اسلوب تکنیکی تنوع اور محاکاتی تفصیل پسندی ہے۔ وہ مناظر اور ماحول کو بطور خاص اہمیت دیتے ہیں اور موضوع سے متعلق عام اور معمولی چیزوں سے بھی صرف نظر نہیں کرتے۔ وقوع کی پیش کش میں مشاہداتی عمل نہایت ہے۔"(۱۲)

اس کہانی کا سارا ماحول پر اسرار ہے اور اس پر اداسی چھائی ہوئی ہے۔ افسانے کے دیگر کردار بھی محبت کو ترستے ہیں اور حیرت ہے کہ وہ سب مطمئن بھی ہیں۔ یہی محمد عاصم بٹ کے طاقت ور اور رواں دواں اسلوب بیاں کا کمال اور اس کا اسلوب افسانہ نگاری ہے۔ منشایاد "دستک" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"دستک تلاش محبت کا افسانہ ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے اس افسانے نے عاصم بٹ کے ایک اہم افسانے دائرہ کے لیے زمین ہموار کی ہے جو ان کا تازہ ترین افسانہ ہے۔"(۱۳)

عاصم بٹ کا افسانہ "تیز بارش میں ہونے والا واقعہ" اندرون شہر کی معاشرت پر لکھا گیا افسانہ ہے۔ اندرون شہر کی معاشرت اور متوسط طبقے کے مسائل ان کے فن کی پہچان ہیں لیکن ان کے ہاں دوسرا اُسلوب نگارش بھی نظر آتا ہے۔ جو افسانوی ادب کے لیے نیا اور خوش آئندہ ہے۔ اُسلوبیاتی سطح پر "تیز بارش میں ہونے والا واقعہ" میں واقعہ بڑا زور دار ہے اور عاصم بٹ نے ضرورت کے مطابق غیر معمولی کو عام انداز سے اور معمولی کو الفاظ کی دروبست کی بنا پر بنا دیا ہے۔ زبان و بیان نہایت سادہ اور الفاظ کا چناؤ مناسب ہے اور یہی ان کی انفرادیت انھیں دوسروں سے ممتاز بنتی ہے۔

"بارش کا زور بڑھتا جا رہا تھا اور ساتھ ساتھ اس کا شور بھی کہیں لوہے کی باریک چادر پر پانی کی بوچھار جلترنگ سی بجا رہی تھی۔ بڑے چھاتے کے باوجود اس کی پتلون گھٹنوں سے اوپر تک بھیگ گئی اور پانی اس کے جوتوں اور جرابوں میں گھس کر اس کے تلوؤں میں گدگدی کر رہا تھا۔"(۱۴)

ان کی یہی خوبی کہانی کے بوجھل پن کو قاری پر زیادہ حاوی نہیں ہونے دیتی۔ افسانے پر جدیدیت کا رنگ نمایاں ہے اور موت کو ایک اٹل حقیقت دکھایا گیا ہے۔ جس کو روکنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسلوبیاتی سطح پر عاصم بٹ نے افسانوں میں کہیں کہیں منظر نگاری کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی بلکہ علامتی انداز کو اختیار کیا ہے جو کسی حد تک تمثیلی بھی ہے۔ مثلاً:

"وہ زندہ تتلیاں اور مچھلیاں شکار کر کے بوتلوں اور مرتبانوں میں ڈالتا۔ اگلے روز اسے وہ ساکت پڑی دکھائی دیتیں وہ انھیں ہلاتا جلاتا۔ وہ اِدھر اُدھر لڑھکنے لگتی وہ ان مردہ تتلیوں

اور مچھلیوں سے بھری بوتلوں اور مرتبانوں کو سنبھال کر رکھتا پھر انھیں اپنے شکاری دوستوں کو دکھاتا۔"(۱۵)

عاصم بٹ کے پہلے افسانوی مجموعے پر ہمیں موت کا منظر چھایا ہوا ملتا ہے۔ ان کہانیوں میں صرف یہی نہیں کہ بار بار کردار موت سے دوچار ہوتے ہیں بلکہ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ اس میں انسانوں کے کردار مردانی کا شکار ہیں جب کہ بے جان اشیاء اور اشتہارات میں کچھ کچھ جان نظر آتی ہے۔ امجد طفیل لکھتے ہیں:

"ایسا نہیں کہ عاصم بٹ نے "کافکا" کی نقالی کی ہے بلکہ مجھے تو کافکا اور عاصم بٹ کی شخصیتوں میں گہری مماثلت دکھائی دیتی ہے۔ زندگی سے بیزاری اور موت سے غیر معمولی شغف ان کو ایک دوسرے کے قریب لے آتا ہے۔"(۱۴)

ان کے افسانوں میں تشبیہات و استعارات کا استعمال کم نظر آتا ہے۔ انداز بیانیہ ہے لیکن کہیں کہیں بیانیہ صورت حال تبدیل ہوتی نظر آتی ہے۔ اندرون شہر کی معاشرت اور نچلے متوسط طبقے کے کرداروں کے معاشی، ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی جھمیلوں کی سچائی پر مبنی پیشکش عاصم بٹ کا خاصہ اور ان کے فن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انہوں نے اپنے افسانوں کو علامتیت سے گہری معنویت بخشی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ کامران کاظمی، "اشہار آدمی اور دوسری کہانیاں کے حوالے سے محمد عاصم بٹ کی کہانیوں کے کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ"، مشمولہ ،جدید ادب، شمارہ نمبر ۸، جنوری تا جون ۲۰۰۷، ص ۱۸۵

۲۔ عاصم بٹ، "دستک (کہانیاں)"، شہزاد پبلشرز، کراچی، ۲۰۰۹ء، ص ۳۱

۳۔ رشید امجد، ڈاکٹر، ماہنامہ "اوراق"، لاہور، مدیر وزیر آغا، س ن، ص ۸

۴۔ عاصم بٹ، "دستک (کہانیاں)"، ص ۱۱۱

۵۔ کامران کاظمی، "اشہار آدمی اور دوسری کہانیاں کے حوالے سے محمد عاصم بٹ کی کہانیوں کے کرداروں کا تجزیاتی مطالعہ"، ص ۱۸۷

۶۔ عاصم بٹ، "دستک (کہانیاں)"، ص ۶۵

۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۸۔ منشاء یاد، "دستک (کہانیاں) محمد عاصم بٹ کی کہانیاں"، شہزاد پبلشرز، کراچی ۲۰۰۹ء، ص ۷

۹۔ عاصم بٹ، "دستک (کہانیاں)"، ص ۱۳۹

۱۰۔ ایضاً، ص ۶۷

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۱۲۔ شفیق انجم، ڈاکٹر، "جائزے "عاصم بٹ کی کہانیاں تقسیم و تجزیہ"، اسلوب، اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۷ء، ص ۱۵۰

۱۳۔ منشاء یاد، "دستک (کہانیاں) محمد عاصم بٹ کی کہانیاں"، ص ۹

۱۴۔ عاصم بٹ، "دستک (کہانیاں)"، ص ۱۲۱

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۱۶۔ امجد طفیل، "اشتہار آدمی اور دوسری کہانیاں"، (غیر مطبوعہ، فوٹو کاپی محفوظ ہے)، ص ۲